حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "البرکة مع أکابرکم" برکت تمہارے اکابر کے ساتھ ہیں۔
(رواہ ابن حبان باسناد صحیح)

اشاعت نمبر ۱۵

تحقیقی، علمی و اصلاحی

رسالہ

دِفَاعِ اَسلاف

ہند

فہرست مضامین

زیرِ سرپرستی

مصلح ملت
حضرت مولانا عبید الرحمٰن اطہر صاحب
دامت برکاتھم

سلسلہ دفاع فضائل اعمال ''۱۵''

(اہل حدیث حضرات، صحیح واقعات کا انکار کرتے ہیں)

(ایک قبر والے سے درہم کا ملنا)

(توصیف الرحمٰن اور دیگر غیر مقلدین حضرات کو جواب)

- مفتی ابن اسماعیل مدنی
- مولانا عبد الرحیم قاسمی
- ڈاکٹر ابو محمد شہاب علوی

مبلغ اہل حدیث، توصیف الرحمٰن صاحب کہتے ہیں کہ

فضائل اعمال کو سینے سے لگانے کی وجہ سے، پانچویں بڑی گمراہی، اس اہل ایمان، اہل اسلام قوم میں، قرآن کو چھوڑنے کی وجہ سے جو داخل ہوئی، وہ یہ کہ قبر پرستی کی کھلی ہوئی دعوت دی گئی۔

قبر پرستی کی دعوت۔ مرے ہوئے بزرگوں سے مدد مانگنے کی دعوت۔ ان سے مسائل حل کرانے کی دعوت۔

یہ فضائل صدقات ہے، صفحہ اس کا ۷۱۶ ہے، کہتے ہیں کہ ہمارے ایک آدمی تھے۔ مصر میں ایک صاحب خیر تھے- کوئی دلیل [حوالہ] نہیں- ضرورت مند فقیروں کو چندہ اکھٹا کر کے دیتے تھے۔ ایک فقیر آیا، چندہ مانگا، کہی سے نہ ملا، ہر جگہ سے مانگا، آخر میں ایک سخی کی قبر پر جا کر بیٹھ کر سارا حال سنا دیا، کہ یہ غریب ہے، اس کو کچھ نہیں مل رہا، آ کر اپنے پاس سے ایک دینار توڑا، آدھا اس کو دیا اور آدھا جیب میں رکھا۔ رات کو یہ قبر والا خواب میں آیا اور کہنے لگا، اس وقت مجھے بولنے کی اجازت نہیں تھی، میں نے باتیں تیری ساری سن لی تھی، بولنے کی اجازت نہیں تھی، میرے گھر میں جاؤ، چولہا کے نیچے جو مرتبان ہے، اس کو پھاڑو، وہاں سونے واشرفی دفن ہے، وہ مجھے دے دوں۔

یہ گئے، جگہ پھاڑی، سونا نکالا اور پھر گھر والوں سے کہنے لگا کہ خواب کی بات ہے، حقیقت نہیں ہوا کرتی، تم سونا رکھلو،

وہ کہنے لگے: بڑی بے غیرتی ہے، وہ مر کے بھی سخاوت کر رہا ہے اور ہم زندے اس پر قبضہ کر لے۔

قبر والے پر جاؤ، قبر والے کے پاس بیٹھو اور وہاں جا کر اپنی مشکل سناؤ۔[۱]

الجواب:

توصیف الرحمٰن راشدی صاحب اور دیگر مبلغین اہل حدیث حضرات کی یہ عادتِ شریفہ ہے کہ جب تک وہ حضرات عبارات میں

(۱) دیکھئے موصوف کی ویڈیو:

https://ulamaehaqulamaedeoband.wordpress.com/2015/09/19/fazail-e-amaal-par-waswasa-part-18-qabar-parasti-ka-ilzaam-aur-sakhi-ke-waqiye-ka-jawaab/

سے کچھ کمی یا زیادتی نہ کریں یا حوالہ حذف نہ کریں، تب تک ان کا اعتراض بنتا ہی نہیں۔

لہٰذا سب سے پہلے مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ (م ۱۴۰۲ھ) فرماتے ہیں:

مصر میں ایک صاحبِ خیر شخص تھے، جو اہلِ ضرورت اور فقرا کے لیے چندہ کر دیا کرتے تھے۔ جب کسی کو کوئی حاجت پیش آتی وہ ان سے کہتا، وہ اہلِ ثروت لوگوں سے کچھ مانگ کر اس کو دے دیا کرتے۔ ایک فقیر ان کے پاس گیا اور کہا کہ میرے لڑکا پیدا ہوا ہے اور میرے پاس اس کی اصلاح کے انتظام کے لیے کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ صاحب اٹھے اور لوگوں سے اس کے لیے مانگا، لیکن کہیں سے کچھ نہ ملا (کہ جو آدمی کثرت سے مانگتا رہتا ہو اس کو ملنا بھی مشکل ہو جاتا ہے)۔

یہ سب سے مایوس ہو کر ایک سخی کی قبر پر گئے اور اس کی قبر پر بیٹھ کر یہ سارا قصہ بیان کیا اور وہاں سے اٹھ کر چلے آئے۔ اور واپس آ کر اپنے پاس سے ایک دینار نکالا اور اس کو توڑ کر دو ٹکڑے کیے اور ایک ٹکڑا اپنے پاس رکھ لیا اور دوسرا اس فقیر کو دے دیا کہ یہ میں قرض دیتا ہوں، اس وقت تم اس سے اپنا کام چلا لو، جب تمہارے پاس کہیں سے کچھ آ جائے تو میرا قرضہ ادا کر دینا۔ وہ لے کر چلا گیا اور اپنی ضرورت پوری کر لی۔

رات کو ان صاحبِ دینار نے اس قبر والے کو خواب میں دیکھا وہ کہہ رہا ہے کہ میں نے تمہاری بات تو ساری سن لی تھی، مگر مجھے جواب دینے کی اجازت نہ ہوئی۔ تم میرے گھر والوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ مکان کے فلاں حصہ میں جو چولہا بن رہا ہے اس کے نیچے ایک چینی کا مرتبان گڑ رہا ہے۔ اس میں پانچ سو اشرفیاں ہیں وہ اس فقیر کو دے دیں۔

یہ صبح کو اٹھ کر اس کے مکان پر گئے اور گھر والوں سے سارا قصہ اور اپنا خواب بیان کیا۔ انھوں نے اس جگہ کو کھودا اور وہ مرتبان پانچ سو اشرفیوں کا نکال کر اس کے حوالہ کر دیا۔ اس شخص نے کہا کہ خواب کوئی شرعی چیز نہیں ہے تم لوگ اس مال کے وارث اور مالک ہو۔ اس لیے میں محض اپنے خواب کی وجہ سے اس کو نہیں لیتا، مگر ان وارثوں نے اصرار کیا کہ جب وہ مر کر سخاوت کرتا ہے تو بڑی بے غیرتی ہے کہ ہم زندہ سخاوت نہ کریں۔

ان کے اصرار پر اس نے وہ اشرفیاں لے کر اس فقیر کو دے دیں اور سارا قصہ سنایا۔ اس نے ان میں سے ایک دینار لے کر اس کے دو ٹکڑے کیے، ایک ان صاحب کو اپنے قرضہ کی ادائیگی میں دے دیا اور دوسرا ٹکڑا اپنے پاس رکھ کر کہا کہ میری ضرورت کو تو یہ کافی ہے باقی یہ سب رقم میری ضرورت سے زائد ہے، میں اس کو لے کر کیا کروں گا، وہ سب فقرا پر تقسیم کر دی۔

صاحب ''اِتحاف'' کہتے ہیں کہ اس قصہ میں غور کرنے کی چیز یہ ہے کہ سب سے زیادہ سخی کون ہے؟ میت یا اس کے گھر والے یا یہ فقیر؟ اور ہمارے نزدیک تو یہ فقیر سب سے زیادہ سخی ہے کہ اپنی اس شدتِ حاجت کے باوجود نصف دینار سے زیادہ لینا پسند نہ کیا۔ **(اِتحاف)**

[فضائل اعمال: ج ۲: فضائل صدقات: ص ۵۹۲، طبع دینیات]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فضائلِ اعمال

جلد دوم

فضائل صدقات　　فضائل حج

شیخ الحدیث
حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پہلا ایڈیشن
ماہ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ مطابق ماہ فروری ۲۰۱۳ء

Designed	تسہیل وتزئین
AHEM Charitable Trust	اہم چیریٹیبل ٹرسٹ

Contact : Idara DEENIYAT, Opp. Maharashtra College, Bellasis Road, Mumbai Central, Mumbai - 400 008
Tel. : 022 - 23051111 • Fax : 022 - 23051144
Website : www.deeniyat.com • E-mail : info@deeniyat.com

جس ٹاٹ پر میں بیٹھا کرتا تھا، اس کے نیچے کچھ ڈال جاتے کہ یہ بچوں کے لیے اُٹھا لینا، بکری کی بیماری کے زمانہ میں تین سو دینار (اشرفیوں) سے زیادہ مجھے ان کے احسان سے ملا، مجھے یہ خواہش ہونے لگی کہ یہ بکری بیمار ہی رہے تو اچھا ہے۔ [اتحاف]

(۴۱) عبدالملک بن مروان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اسماء بن خارجہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ مجھے تمہاری بعض عادتیں بہت اچھی پہونچی ہیں، تم اپنے معمولات مجھے بتاؤ، انہوں نے عذر کر دیا کہ میری کیا عادت اچھی ہوسکتی ہے، دوسروں کی عادتیں بہت بہت اچھی ہیں، ان سے دریافت کریں؛ مگر جب انہوں نے اِصرار سے قسم دے کر پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ مجھے تین چیز کا ہمیشہ اہتمام رہا: ایک یہ کہ کبھی کسی بیٹھنے والے کی طرف میں نے پاؤں نہیں پھیلایا، دوسرے جب میں نے کھانا پکایا اور اس پر لوگوں کو بُلایا تو اُن کھانے والوں کا میں نے اپنے اوپر احسان اس سے بہت زیادہ سمجھا جتنا میرا اُن پر ہو، تیسرے جب مجھ سے کسی ضرورت مند نے کوئی سوال کیا، میں نے اس کے دینے میں کسی مقدار کو بھی زائد نہیں سمجھا (جو کچھ دیا اس کو ہمیشہ کم ہی سمجھتا رہا)۔ [اتحاف]

(۴۲) حضرت سعید بن خالد اُموی رحمۃ اللہ علیہ بہت زیادہ مالدار تھے، عرب میں اُن کی ثَروت[۱] ضربُ المثل[۲] تھی، ان کا دستور تھا کہ جب کوئی حاجت منداُن کے پاس آتا تو جو موجود ہوتا، اس میں بُخل[۳] نہ کرتے؛ لیکن اگر کسی وقت کچھ نہ ہوتا تو اس کو ایک اقرار نامہ لکھ کر دے دیتے کہ جب میرے پاس کہیں سے کچھ آئے گا (یا میں مرجاؤں) تو اس رُقعہ[۴] کے ذریعے سے وصول کر لینا۔ [اتحاف]

(۴۳) حضرت قیس بن سعد خزرجی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بیمار ہوئے اور احباب میں سے کوئی عیادت کو نہ آیا، جس پر ان کو تعجب ہوا بالخصوص جن کی آمد و رفت زیادہ تھی صحت کے زمانے میں اکثر آیا کرتے تھے، گھر کے لوگوں سے پوچھا: یہ کیا بات ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہر شخص تمہارا مقروض ہے، ایسی حالت میں بغیر قرضہ لیے ہوئے آنے سے لوگوں کو شرم آتی ہے، فرمانے لگے کہ اس کمبخت مال کا ناس ہو، یہ دوستوں کی ملاقات بھی چھڑا دیتا ہے، یہ کہہ کر ایک شخص کو بلایا اور اس کے ذریعے سے شہر میں مُنادی[۵] کرائی کہ قیس کا جس جس کے ذمہ قرضہ ہے، وہ قیس نے سب کو معاف کر دیا، اس کے بعد جو عیادت کرنے والوں کا ہجوم ہوا تو دروازہ کی دہلیز[۶] بھی ٹوٹ گئی۔ [اتحاف]

(۴۴) مصر میں ایک صاحب خیر شخص تھے، جو اہل ضرورت اور فقراء کے لیے چندہ کر دیا کرتے تھے، جب کسی کو کوئی حاجت پیش آتی، وہ ان سے کہتا، وہ اہل ثروت لوگوں سے کچھ مانگ کر اس کو دے دیا

حل لغات: (۱) مالداری۔ (۲) وہ جملہ جو کہاوت کے طور پر مشہور ہو۔ (۳) کنجوسی۔ (۴) پرچہ۔ (۵) آواز لگوانا۔ (۶) چوکھٹ، دروازہ۔

واقعات

کرتے۔ ایک فقیر ان کے پاس گیا اور کہا کہ میرے لڑکا پیدا ہوا ہے اور میرے پاس اس کی اصلاح کے انتظام کے لیے کوئی چیز نہیں ہے، یہ صاحب اُٹھے اور لوگوں سے اُس کے لیے مانگا؛ لیکن کہیں سے کچھ نہ ملا (کہ جو آدمی کثرت سے مانگتا رہتا ہو، اس کو ملنا بھی مشکل ہو جاتا ہے) یہ سب سے مایوس ہو کر ایک سخی کی قبر پر گئے اور اس کی قبر پر بیٹھ کر یہ سارا قصہ بیان کیا اور وہاں سے اُٹھ کر چلے آئے اور واپس آکر اپنے پاس سے ایک دینار نکالا، اس کو توڑ کر دو ٹکڑے کیے اور ایک ٹکڑا اپنے پاس رکھ لیا، دوسرا اس فقیر کو دے دیا کہ یہ میں قرض دیتا ہوں، اس وقت تم اس سے اپنا کام چلا لو، جب تمہارے پاس کہیں سے کچھ آجائے تو میرا قرضہ ادا کر دینا، وہ لے کر چلا گیا اور اپنی ضرورت پوری کر لی۔ رات کو ان صاحب دینار نے اس قبر والے کو خواب میں دیکھا وہ کہہ رہا ہے کہ میں نے تمہاری بات تو سُن لی تھی، مگر مجھے جواب دینے کی اجازت نہ ہوئی، تم میرے گھر والوں کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ مکان کے فلاں حصہ میں جو چولہا بن رہا ہے، اس کے نیچے ایک چینی کا مرتبان[1] گڑ رہا ہے، اس میں پانچ سو اشرفیاں ہیں، وہ اس فقیر کو دے دیں۔ یہ صبح کو اٹھ کر اس کے مکان پر گئے اور گھر والوں سے سارا قصہ اور اپنا خواب بیان کیا، انہوں نے اس جگہ کو کھودا اور وہ مرتبان پانچ سو اشرفیوں کا نکال کر اس کے حوالہ کر دیا، اس شخص نے کہا کہ خواب کوئی شرعی چیز نہیں ہے، تم لوگ اس مال کے وارث اور مالک ہو، اس لیے میں محض اپنے خواب کی وجہ سے اس کو نہیں لیتا؛ مگر ان وارثوں نے اِصرار[2] کیا کہ جب وہ مر کر سخاوت کرتا ہے، تو بڑی بے غیرتی[3] ہے کہ ہم زندہ سخاوت نہ کریں، ان کے اِصرار پر اُس نے وہ اشرفیاں لے کر اس فقیر کو دے دیں اور سارا قصہ سنایا۔ اس نے اُن میں سے ایک دینار لے کر اُس کے دو ٹکڑے کیے۔ ایک ان صاحب کو اپنے قرضہ کی ادائیگی میں دیا اور دوسرا ٹکڑا اپنے پاس رکھ کر کہا کہ میری ضرورت کو تو یہ کافی ہے، باقی یہ سب رقم میری ضرورت سے زائد ہے، میں اس کو لے کر کیا کروں گا؟ وہ سب فقراء پر تقسیم کر دی۔ صاحبِ اتحاف کہتے ہیں کہ اس قصہ میں غور کرنے کی چیز یہ ہے کہ سب سے زیادہ سخی کون ہے؟ میت یا اس کے گھر والے یا یہ فقیر اور ہمارے نزدیک تو یہ فقیر سب سے زیادہ سخی ہے کہ اپنی اس شدتِ حاجت کے باوجود نصف دینار سے زیادہ لینا پسند نہ کیا۔ [اتحاف]

(۲۵) ابو اسحٰق ابراہیم بن ابی ہلال میر منشی کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ وزیر ابو محمد مُہلّبی کے پاس بیٹھا تھا، دربان نے آکر اطلاع دی کہ سید شریف مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ حاضری کی اجازت چاہتے ہیں، وزیر صاحب نے اجازت دے دی اور جب شریف مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ اندر آگئے، تو وزیر صاحب کھڑے ہوئے اور بڑے اعزاز و اکرام سے ان کو اپنی مسند پر بٹھایا، اُن سے باتیں کیں اور جب وہ جانے لگے تو کھڑے

حل لغات: (۱) برتن۔ (۲) ضد۔ (۳) بے شرمی۔

واقعات

غور فرمائیں! اس واقعہ کا حوالہ حضرت شیخ الحدیثؒ (م ۱۴۰۲ھ) نے دے دیا ہے، لیکن یہ حوالہ چھپا کر مبلغ اہل حدیث توصیف الرحمٰن صاحب کہتے ہیں کہ "مصر میں ایک صاحب خیر تھے- کوئی دلیل [حوالہ] نہیں"۔

اب اس حرکت کو خیانت اور دھوکہ نہیں، تو اور کیا کہے نگے؟؟؟

نوٹ:

اتحاف سے مراد حافظ محمد بن محمد مرتضی الحسینی الزبیدیؒ (م ۱۲۰۵ھ) کی مشہور و معروف تصنیف "اتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين" ہیں۔ ان کے لفاظ یہ ہیں:

(وقال الشيخ ابو سعيد) عبد الملك بن محمد ابن ابراهيم (الخركوشي النيسابوري رحمه الله) وخركوش سكه بنيسابور الزاهد الواعظ الفقيه الشافعي رحل الى العراق والحجاز ومصر وجالس العلماء وصنف التصانيف المفيده فى علوم الشريعه ودلائل النبوه وسير العباد روى عن ابى عمرو بن نجيد السلمي وابى الحسن الماسرجسي وجار بمكه عده سنين وعاد الى نيسابور وبذل النفس والمال للغرباء والفقهاء وبنى بمارستان ووقف عليه الوقوف الكثيره وتوفى سنه ستع واربعمائه بنيسابور (سمعت محمد بن محمد الحافظ يقول سمعت الشافعي المجاور بمكه يقول كان بمصر رجل عرف بان يجمع للفقراء شيا فولد لبعضهم ولد قال فجئت اليه فقلت له ولد مولود وليس معى شئ فقام معى فدخل على جماعه فلم يفتح بشئ فجاء الى قبر رجل وجلس عنده وقال رحمك الله كنت تفعل وتصنع) وذكر من امور الخير (وانى درت اليوم على جماعه كلفتهم دفع شئ لمولود فلم يتفق لى شئ قال ثم قام واخرج دينارا فكسر نصفين وتاولنى نصفه وقال هذا دين هليك الى ان يفتح عليك بشئ قال فاخذته وانصرفت فاصلحت ما اتفق لى به فراى ذلك المحتسب تلك الليله ذلك الشخص فى منامه۔ فقال سمعت جميع ما قلت وليس لنا اذن فى الجواب ولكن احضر منزلى وقل لاولادى يحفروا امكان الكانون ويخرجوا قرابه فيها خمسمائه دينار حملها الى هذا الرجل قال فلما كان من الغد تقدم الى منزل الميت وقص عليهم القصه فقالوا له اجلس وحفروا او الموصع واخرجوا الدنانير وجاؤ ابها فوضعوها بين يديه فقال) المحتسب (هذا مالكم وليس لرؤياى حكم فقالوا هو يسخى ميتا ولا تسخى نحن احياء فلما الحوا عليه حمل الدنانير الى الرجل صاحب المولود وذكر له القصه قال فاخذ منها دينار وكسره بنصفين فاعطاء النصف الذى اقرضه وحمل النصف الذى اقرضه وحمل النصف الاخر وقال ويكفينى هذا وتصدق به على الفقراء فقال ابو سعيد فلا ادرى اى هولاء اسخى) الميت ام اولاده ام المحتسب ام صاحب المولود والذى يظهر ان صاحب المولود اسخى هولاء فانه جاد وامع شده احتياجه۔

(اتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين: ج۸: ص۱۸۸)

اسی طرح یہ واقعہ کئی کتابوں میں موجود ہے۔ چنانچہ

- امام غزالیؒ (م ۵۰۵ھ)،

- قاضی، علامہ ابوعلی التنوخیؒ (م ۳۸۴ھ) وغیرہ نے اپنے اپنے کتابوں میں یہ واقعہ نقل کیا ہے۔(احیاء علوم الدین للغزالی: ج ۳: ص ۲۵۱، المستجاد من فعلات الاجواد للتنوخی: ص ۹۴)

واقعہ کی سند کی تحقیق:

حافظ ابوسعید الخرکوشیؒ (م ۴۰۷ھ) اپنی کتاب ''تہذیب الاسرار'' میں فرماتے ہیں کہ

سمعت محمد بن محمد الحافظ يقول سمعت الشافعي المجاور بمكة يقول: كان بمصر رجل عرف بأن يجمع للفقراء فولد لبعضهم ولد. قال: فجئت إليه وقلت: ولد لي مولود وليس معي شيء فقام معي، ودخل على جماعة فلم يفتح شيء. فجاء إلى قبر رجل وجلس وقال: رحمك الله كنت تفعل وتصنع، وإني ادرت اليوم وكلفت جماعة دفع شيء لمولود فلم يتفق لي شيء. ثم قام وأخرج ديناراً فكسره نصفين وناولني نصفه وقال: هذا دين عليك إلى أن يفتح الله لك بشيء، فأخذته وانصرفت وأصلحت ما اتفق لي به. فرأى "المحتسب"، تلك الليلة "ذلك الشخص [صاحب القبر] في منامه فقال: سمعت جميع ما قلت، وليس لنا إذن في الجواب. ولكن احضر منزلي وقل لأولادي احفروا موضع الكانون وليخرجوا قرية فيها خمسمائة دينار فاحملها إلى هذا الرجل. قال: فلما كان الغد، تقدم إلى اولاد الميت وقص القصة فقالوا له: اجلس وحفروا الموضع فأخرجوا الدنانير، فجاءوا بها فوضعوها بين يديه فقال: هذا مالكم وليس لرؤياي حكم. فقالوا: هو يتسخى ميتاً ونحن لا نتسخى أحياء. فلما ألحوا عليه حمل الدنانير إلى الرجل صاحب المولود وذكر له القصة. قال: فأخذ منها ديناراً فكسره نصفين فأعطاه النصف الذي أقرضه وحمل النصف الآخر، وقال: يكفيني هذا، تصدق بها على الفقراء، قال: أبو سعيد فلا أدري أي هؤلاء أسخى الميت أم السائل أو أولاده؟۔(تہذیب الاسرار للخرکوشی: ص ۴۲۲)

الأشعث بن قيس الكندي قدم البارحة مِنْ مكة فَأَمَرَ لِكُلِ مَنْ صلى فِي المسجدِ بحلةٍ وَنَعْلين.

سمعتُ محمد بن محمد الحافظ يقولُ: سمعتُ الشّافعي المُجَاورَ بِمَكَةَ قَالَ: كَانَ بمصر رَجل عرف بأنه يجمع للفقراء شيئاً، فولد لبعضهم وَلد، قالَ: فجئت إليهِ فقلتُ: وُلِدَ لِي مولود وليس معي شيء، فقامَ معي وَدَخل على جَمَاعَةٍ فلم يفتح شيء، فَجَاءَ إلى قبر رَجل وَجَلَس، وَقَالَ: رَحِمَك الله كنت تفعل وَتصنع وَإني أردت اليوم، وَكلفت جَمَاعة دفع شيء لمولودٍ، فلم يتفق لي شيء، قَالَ: ثم قَامَ وَأخرجَ دِيناراً فكسره نصفين وَنَاوَلَنِي نصفه، وَقَالَ: هَذَا دَين عليك إلى أن يفتح الله لك شيء، قَالَ: فأخذتهُ وَانْصَرفتُ، فأصلحتُ مَا اتفق لي بِهِ، فرأى ذلك المحتسب تلك الليلة ذلك الشخص فِي مَنَامِهِ، فَقَالَ: سمعت جميع مَا قلت وَلَيسَ لنا إذن بالجواب، ولكن احضر منزلي وَقل لأَوْلاَدِي احفروا موضع الكانون[1] وليخرجُوا قرابَةً فيها خمسمائة دِينار، وَاحملها إلى هذا الرجل، قَالَ: فلما كَانَ الغد تقدم إلى أولاد الميت، وقص القصة، قالُوا لَه: اجلس وحفروا الموضع فأخرجوا الدنانير، فجاءوا بِهَا فوضعُوهَا بين يديهِ، فقال: هَذَا مَالُكُم وَلَيسَ لِرُؤيَايَ حُكم فَقَالوا: هُوَ يتسخَّى ميتاً ونحن لا نتسخَّى أحياء؟ فلما ألحوا عليهِ حمل الدنانير إلى الرجل صَاحب المولود، وَذَكَر لَهُ القصة، قال فأخذ منها دِينارا ديناراً فكسره نصفين فأعطاهُ النصف الذي أقرضه، وحمل النصف الآخر، وَقَالَ: يَكفيني هذا، تصدق بهذا على الفقراء.

قَالَ أبو سَعْدٍ رَضِيَ الله عنه: فَمَا أدري أي هؤلاءِ أسخى؟ رحمهم الله.

قَالُوا: ولما مَرِضَ الشافعي رَضِي الله عَنْهُ مَرَضَ موته، قال: مُروا فُلاناً يغسلني فلما تُوفِي بلغه خبر وَفَاتِهِ فحضر وَقَال أئتوني بتذكرتهِ فَنَظَرَ فِيهَا فَإِذَا على الشافعي رَضِي الله عَنْهُ سَبْعُون ألف دِرهم دين فكَتَبَهَا على نفسهِ وَقضاهَا عَنْهُ وقال: هذا غسلي إياهُ.

قَالَ أبو سعدٍ الواعظُ رَضِي الله عنهُ: لَمَا قَدِمْتُ مصر طلبتُ منزلَ ذَلِك الرجُلِ، فَدَلُوني عليهِ، فرأيتُ جَمَاعَةً مِنْ أحفادِهِ وَزُرْتُهُمْ، فرأيتُ فيهم سيما الخير وآثارَ الفضلِ، فقلتُ: بلغ أثرهُ فِي الخير إليهِمْ، وظهرت بركَتُهُ فِيْهِمْ، مستدلاً بقولِ اللَّهِ سبحانَهُ وَتَعَالَىٰ ﴿وَكَانَ أَبُوهُمَا صَٰلِحًا﴾ [الكهف: ٨٢].

وَقَالَ علي بنُ أبِي طالبٍ ـ عليهِ السلام ـ لابنهِ الحسَنِ عليهما السلام: «اللؤمُ فِي ثلاثٍ: الشح، والبخل، والجَفَاء».

---

(١) الكانون: فارسي بمعنى المكان الذي توقد فيه النار. (قاموس الفاوسية ـ مادة كانون).

رواۃ کی تفصیل درج ذیل ہیں:

(۱) حافظ عبدالملک بن محمد، ابوسعید الخرکوشیؒ (م ۴۰۵ھ) بھی امام، شیخ الاسلام، قدوۃ، شیخ نیساپور ہیں۔ **(تذکرۃ الحفاظ: ج ۳: ص ۱۷۹، سیر اعلام النبلاء: ج ۱۷: ص ۲۵۶، الروض الباسم فی تراجم شیوخ الحاکم: ج ۱: ص ۶۴۷)**

(۲) محمد بن محمد الحافظ سے مراد صاحب المستدرک علی الصحیحین، ابوعبداللہ، محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نعیم النیسابوری الحاکمؒ (م ۴۰۵ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ **(الروض الباسم فی تراجم شیوخ الحاکم: ج ۱: ص ۹۹، مناحل الشفا و مناهل الصفا بتحقيق كتاب شرف المصطفى للشيخ ابی عاصم الغمری: ج ۱: ص ۱۰، ۱۵)**

(۳) **شافعي المجاور بمكة** سے مراد - فیما اظہر - محدث ابوعثمان، سعید بن سالم الصوفی المغربیؒ (م ۳۷۳ھ) ہیں۔ **(الروض الباسم فی تراجم شیوخ الحاکم: ج ۱: ص ۵۰۲ - ۵۰۳)** واللہ اعلم

معلوم ہوا کہ یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

<u>نوٹ:</u>

حافظ عبدالملک بن محمد، ابوسعید الخرکوشیؒ (م ۴۰۵ھ) کے الفاظ '' **فلا أدري أي هؤلاء أسخى الميت أم السائل أو أولاده؟** '' دلالت کرتے ہیں کہ اس سند میں '' **الشافعي المجاور بمكة** '' ان کے نزدیک صدوق ہیں۔ واللہ اعلم

لہذا بالفرض اگر ان کا تعین نہ بھی ہوتا، تب بھی وہ حافظ ابوسعید الخرکوشیؒ (م ۴۰۵ھ) کے نزدیک صدوق ثابت ہوتے۔ واللہ اعلم

الغرض یہ واقعہ صحیح ہے اور اس کو جھوٹا کہنا باطل و مردود ہے۔

<u>کیا یہ واقعہ قبر پرستی کی دعوت دیتا ہے؟؟؟</u>

رہا اس پر توصیف الرحمٰن صاحب کا اعتراض کہ '' یہ واقعہ قبر پرستی کی دعوت دیتا ہے''، تو اس کے جواب میں خود حضرت شیخ الحدیثؒ (م ۱۴۰۲ھ) فرماتے ہیں کہ

آپ نے ایک خواب کے قصہ کو اتنی زیادہ اہمیت دی، جس کا وہ مستحق نہیں تھا۔ خواب کوئی شرعی حجت نہیں، جس سے کوئی شرعی مسئلہ ثابت کیا جا سکے۔ **(کتب فضائل پر اشکالات اور ان کے جوابات، از، حضرت شیخ الحدیث: ص ۱۱۱)**

مگر افسوس جن کو خواب کی شرعی حیثیت کا علم نہیں، وہ گمراہی کا فتوی دے رہا ہے، جب کہ احادیث سے بھی یہی ثابت ہے کہ خواب شرعاً حجت نہیں ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے **دفاع اسلاف: اشاعت نمبر ۵: ص ۱۸۔**

لہذا توصیف الرحمٰن صاحب کا یہ اعتراض جہالت پر مبنی ہے۔

<u>ائمہ محدثین اور علماء پر فتوی؟؟؟</u>

اگر توصیف الرحمٰن صاحب اور اہل حدیث حضرات کو اصرار ہے کہ یہ واقعہ قبر پرستی کی دعوت دیتا ہے، تو ان ثقہ، صدوق ائمہ پر کیا فتوی ہوگا، جنہوں نے حضرت شیخ الحدیثؒ (م ۱۴۰۲ھ) سے پہلے یہ واقعہ اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے، جیسا کہ حوالے گزر چکے۔

نیز خود سعودی سلفی علماء نے بھی یہ واقعہ اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ دکتور سید بن حسین العفانی کی کتاب "صلاح الامۃ فی علو الھمۃ" میں بھی یہ واقعہ بعینہ یہی الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔ (ج ۲: ص ۶۲۴-۶۲۵)

صَلاحُ الأُمَّة

فِي

عُلوّ الهِمَّة

تأليف

الدكتور سيد بن حسين العفاني

قدّم له

الشيخ محمد صفوت نور الدين

الشيخ محمد إسماعيل المقدم

الشيخ عائض القرني

الشيخ محمد عبد المقصود

الشيخ أبو إسحاق الحويني

المجلّد الثّاني

مؤسسة الرسالة

أقراك وأصحابك راحلتك ، وقال لي أبياتًا ، ردَّدها عليَّ حتى حفظتها ، وهي :

أبا الخيبريّ وأنت امرؤٌ حَسُودُ العشيرةِ شتَّامُهَا
فماذا أردتَ إلى رِمَّةٍ بداويةٍ صخبٍ هَامُهَا
أتبغي أذاها وإعْسَارها وحولك غوثٌ وأنعامُهَا
وإنَّا لنطعم أضْيافنا من الكُوم بالسَّيف نَعْتامُهَا[1]

وأمرني بدفعِ راحلةٍ عوض راحلتك ، فخذها،فأخذها .

هذا حاتم وبعض أمره ... وهو القائل :

يرى البخيلُ سبيلَ المالِ واحدةً إن الجَوادَ يرى في مالِهِ سُبُلا

يَتسخَّى مَيْتًا :

« قال محمد بن محمد الحافظ : سمعت الشافعي المجاور بمكة يقول : كان بمصر رجلٌ عُرف بأنه يجمع للفقراء شيئًا ، فوُلد لبعضهم مولودٌ ، قال : **فجئت إليه وقلت له : وُلد لي مولود وليس معي شيءٌ،فقام معي ودخل على جماعة** ، فلم يُفتح بشيءٍ ، **فجاءَ إلى قبر رجل وجلس عنده وقال : رحمك الله** ، كنتَ تفعل وتصنع ، وإني درتُ اليوم على جماعةٍ فكلَّفْتهم دفعَ شيءٍ للمولود ، فلم يَتَّفق لي شيء ، قال : ثم قام وأخرج دينارًا وقسمه نصفين وناولني نصفه ، وقال : هذا دَيْنٌ عليك إلى أن يفتح الله عليك بشيءٍ ، قال : فأخذته وانصرفتُ فأصلحت ما اتَّفق لي به ، قال : فرأى ذلك المحتسب تلك الليلة ذلك الشخص في منامه فقال : **احضر منزلي ، وقل لأولادي يحفروا مكان** الكَانون ، ويُخرجوا قِرَابَةً فيها خمسمائة دينار ، فاحملها إلى هذا الرجل ، فلما

(١) الكُوم : جمع كَوْماء ، وهي الناقة عظيمةُ السَّنام ، ونعتامها : أي نختارها .

كان من الغَـدِ تقدَّم إلى منزلِ الميت وقَصَّ عليهم القصة ، فقالوا له : اجلس ، وحفروا الموضع وأخرجوا الدنانير وجاءوا بها فوضعوها بين يديه ، فقال : هذا مالكم ، وليس لرؤيايَ حُكْمٌ ، فقالوا : هو يتسخَّى ميتًا ولا نتسخَّى نحن أحياء ؟! فلما ألَحّوا عليه حمل الدنانير إلى الرجل صاحب المولود ، وذكر له القصة ، قال : فأخذ منها دينارًا فكسره نصفين ، فأعطاه النصف الذي أقرضه ، وحمل النصف الآخر ، وقال : يكفيني هذا ، وتصدَّق به على الفقراء ، فقال أبو سعيد : فلا أدري أيّ هؤلاء أسخى[1] .

* * *

(١) الإحياء ٣ / ٢٦٥ - ٢٦٦ .

اوراس کتاب پر "صلاح الامة فی علو الهمة" پر کئی سلفی علماء [جن میں شیخ ابواسحاق الحوینی وغیرہ بھی ہے،ان] کی تقریظ موجود ہے۔لہذا اب توصیف الرحمٰن اور دیگر اہل حدیث حضرات جواب عنایت فرمائیں کہ

کیا یہ تمام سعودی، سلفی علماء قبر پرستی کی دعوت دے رہیں ہیں؟؟؟

اللہ تعالی جہالت اور رسوائی سے ہمارے حفاظت فرمائے۔۔۔آمین۔

نوٹ:

خود توصیف الرحمٰن صاحب سے جب نورالدین زنگیؒ کے واقعہ کے بارے میں سوال کیا گیا،جس میں ہے کہ ان کے خواب میں آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ۲ یہودیوں کے خلاف مدد طلب کی تھی۔

تو جواب میں توصیف الرحمٰن صاحب کہتے ہیں کہ

خواب کا معاملہ،اس دنیا کا معاملہ نہیں ہے،وہ اللہ کے اختیار میں ہے،دو بھائی اکھٹے،ایک ایک چار پائی،اس پر اوراس پر لیٹے ہوئے ہے۔وہ آپکے خواب میں آئے ہوئے ہے اور آپ ان کے خواب میں،آپ کو پتا ہوتا ہے؟؟

نہیں پتا ہوتا۔یہ خواب کا معاملہ اللہ کے علم میں ہے،وہ اللہ کی طرف سے بشارت ہے،اللہ کی طرف سے خبر دی جاتی ہے۔تو اس میں یہ نہیں ہوتا،جو خواب میں آیا ہے،اس نے مدد طلب کی ہے۔اللہ کی مرضی،جس شکل میں چاہے،پیغام پہنچادے،اللہ کی طرف سے یہ معاملہ ہے،نہ کہ وہ کائنات کا قانون واصول ہے۔[۱]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ توصیف الرحمٰن صاحب خواب کی شرعی حیثیت جانتے تھے۔لیکن خواب کی شرعی حیثیت جاننے کے باوجود موصوف نے حضرت شیخ الحدیثؒ اور فضائل اعمال پر کیوں بے بنیاد فتوی لگایا،اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

---

(۱) دیکھئے موصوف کی ویڈیو:

https://youtu.be/LqoGaCwoHh0?t=1652

سلسلہ دفاع فضائل اعمال ''۱۶''

کیا حدیث: ''إن لکل شيء قلبا و قلب القرآن {یس}۔۔۔ ''موضوع ہے؟

(طالب الرحمٰن اور دیگر اہل حدیث حضرات کو جواب)

- مفتی ابن اسماعیل مدنی

- مولانا عبد الرحیم قاسمی

- ڈاکٹر ابو محمد شہاب علوی

اہلحدیث مبلغ، طالب الرحمٰن کہتے ہیں کہ

چند موضوع احادیث جن کو زکریا صاحب فضائل میں بڑی روانی سے اور بے دھڑک بیان کرتے چلے جاتے ہیں، ملاحظہ فرمائے۔

زکریا صاحب تبلیغی نصاب: ص ۲۹۲ پر فضائل قرآن کے باب میں یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جو شخص سورۃ یسین پڑھتا ہے، حق تعالیٰ شانہ اس کے لئے دس قرآن کا ثواب لکھتا ہے۔

علامہ ناصر الدین البانی فرماتے ہیں کہ یہ موضوع ہے۔ **(سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ: ج۱: ص ۲۰۲)**[۱]

(تبلیغی جماعت کا اسلام: ص ۱۶۰)

---

(۱) شیخ الالبانیؒ (م ۱۴۲۰ھ) کہتے ہیں کہ

فإن الحديث ضعيف ظاهر الضعف بل هو موضوع من أجل هارون، فقد قال الحافظ الذهبي في ترجمته بعد أن نقل عن الترمذي تجهيله إياه: قلت: أنا أتهمه بما رواه القضاعي في "شهابه": ثم ساق له هذا الحديث۔

(الضعیفۃ: ج۱: ص ۳۱۳)، جس کے جواب میں عرض ہے کہ فضائل القرآن للمستغفری میں یہی حدیث ''۲'' اور سندوں کے ساتھ موجود ہے، جس کی سندیں حسن درجے کی ہے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ لہذا اس حدیث کو موضوع قرار دینا صحیح نہیں ہوگا۔

تبلیغی جماعت
کا
اسلام
www.KitaboSunnat.com
www.KitaboSunnat.com
پروفیسر سیّد طالب الرحمٰن

۱۶۰

اور تمہارا رب جانتا ہے جو کچھ ان کے سینے چھپاتے ہیں اور جو کچھ یہ ظاہر کرتے ہیں۔

۴۔ ان اللہ لا یخفیٰ علیہ شیاء فی الارض ولافی السماء (آل عمران ۵)

بے شک زمین و آسمان کی کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ نہیں۔

زکریا صاحب کے ان عقائد سے پناہ ہی مانگی جاسکتی ہے۔ کہ اللہ ہمارے عقیدوں کو ان خرابیوں سے محفوظ رکھے۔

موضوع احادیث اور زکریا صاحب

کتاب کے آخیر میں ہم آپ کو یہ بتلانا چاہتے ہیں۔ کہ زکریا صاحب تبلیغی نصاب و فضائل صدقات کے من گھڑت واقعات کو موضوع اور ضعیف احادیث سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور حدیث کی تضعیف کی طرف عربی میں اشارہ کر دیتے ہیں۔ لیکن ترجمے کرتے ہوئے حدیث پر محدثین کی جرح کا ترجمہ نہیں کرتے کہ کہیں (تبلیغی جماعت والے جن کی اکثریت صرف اردو پڑھ لکھ سکتی ہے) ان کو ان ضعیف احادیث کا علم نہ ہو جائے اور ان کا سارا پول نہ کھل جائے۔

آئیے ہم آپ کو چند احادیث کے من گھڑت ہونے اور اس پر زکریا صاحب کو تاویلات کا مینار کھڑا کرتے ہوئے دکھاتے ہیں۔

چند موضوع احادیث جن کو زکریا صاحب فضائل میں بڑی روانی سے اور بے دھڑک بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ زکریا صاحب تبلیغی نصاب ص ۲۹۲ پر فضائل قرآن کے باب میں یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جو شخص سورۃ یٰسین پڑھتا ہے حق تعالیٰ شانہ اس کے لئے دس قرآن کا ثواب لکھتا ہے۔

علامہ ناصر الدین البانی فرماتے ہیں - یہ موضوع ہے سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ (۲۰۲/۱)

اسی طرح فضائل نماز کے باب میں تبلیغی نصاب ص ۳۹۴ پر بیان کردہ حدیث علامہ البانی کے نزدیک موضوع ہے (الجامع الصغیر رقم ۷۱۳)

الجواب:

سب سے پہلے حضرت شیخ الحدیث، مولانا زکریا صاحبؒ (م ۱۴۰۲ھ) کی مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

فائدہ: احادیث میں سورۂ یٰسین کے بھی بہت سے فضائل وارِد ہوئے ہیں۔ **ایک روایت میں وارِد ہوا ہے کہ: ہر چیز کے لیے ایک دل ہوا کرتا ہے، قرآن شریف کا دل سورۂ یٰسین ہے، جو شخص سورۂ یٰسین پڑھتا ہے حق تعالیٰ شانُہٗ اُس کے لیے دس قرآنوں کا ثواب لکھتے ہیں۔** ایک روایت میں آتا ہے کہ: حق تعالیٰ شانُہٗ نے سورۂ طٰہٰ اور سورۂ یٰسین کو آسمان وزمین کے پیدا کرنے سے ہزار برس پہلے پڑھا، جب فرشتوں نے سنا تو کہنے لگے: خوش حالی ہے اُس امت کے لیے جن پر یہ قرآن اُتارا جائے گا، اور خوش حالی ہے اُن دِلوں کے لیے جو اِس کو اُٹھائیں گے یعنی یاد کریں گے، اور خوش حالی ہے اُن زبانوں کے لیے جو اِس کو تلاوت کریں گی۔ ایک حدیث میں ہے کہ: جو شخص سورۂ یٰسین کو صرف اللہ کی رَضا کے واسطے پڑھے اُس کے پہلے سب گناہ مُعاف ہوجاتے ہیں، پس اِس سورۃ کو اپنے مُردوں پر پڑھا کرو۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ: سورۂ یٰسین کا نام تورات میں ''مُنعِمَہ'' ہے، کہ اپنے پڑھنے والے کے لیے دنیا وآخرت کی بھلائیوں پر مشتمل ہے، اور اُس سے دنیا وآخرت کی مصیبت کو دُور کرتی ہے، اور آخرت کے ہَول کو دُور کرتی ہے۔ اِس سورۃ کا نام ''رَافِعَہ خَافِضَہ'' بھی ہے، یعنی مومنوں کے رُتبے بُلند کرنے والی اور کافروں کو پَست کرنے والی۔

ایک روایت میں ہے کہ: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میرا دل چاہتا ہے کہ سورۂ یٰسین میرے ہر اُمَّتی کے دل میں ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ: جس نے سورۂ یٰسین کو ہر رات میں پڑھا پھر مرگیا تو شہید مرا۔ ایک روایت میں ہے کہ: جو یٰسین کو پڑھتا ہے اُس کی مغفرت کی جاتی ہے، اور جو بھوک کی حالت میں پڑھتا ہے وہ سَیر ہوجاتا ہے، اور جو راستہ گُم ہوجانے کی وجہ سے پڑھتا ہے وہ راستہ پالیتا ہے، اور جو شخص جانور گم ہوجانے کی وجہ سے پڑھتا ہے وہ پالیتا ہے، اور جو ایسی حالت میں پڑھے کہ کھانا کم ہوجانے کا خوف ہو تو وہ کھانا کافی ہوجاتا ہے، اور جو ایسے شخص کے پاس پڑھے جو نزع میں ہو تو اُس پر نَزع میں آسانی ہوجاتی ہے، اور جو ایسی عورت پر پڑھے جس کے بچہ ہونے میں دشواری ہو رہی ہو اُس کے لیے بچہ جَننے میں سَہولت ہوتی ہے۔ مُقریؒ کہتے ہیں کہ: جب بادشاہ یا دشمن کا خوف ہو اور اُس کے لیے سورۂ یٰسین پڑھے تو وہ خوف جاتا رہتا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ: جس نے سورۂ یٰسین اور والصّٰفّٰت جمعہ کے دن پڑھی اور پھر اللہ سے دعا کی، اُس کی دعا پوری ہوتی ہے۔ (اِس کا بھی اکثر ''مَظاہِر حق'' سے منقول ہے؛ مگر مشائخِ حدیث کو بعض رِوایات کی صحت میں کلام ہے)۔ **(فضائل اعمال: ج ۱: فضائل قرآن: ص ۵۴۶-۵۴۷، طبع دینیات، ممبئی)**

غور فرمائیں! حضرت شیخ الحدیثؒ نے صراحت کردی ہے کہ ان احادیث میں بعض رِوایات کی صِحت میں ائمہ محدثین کو کلام ہے۔ لیکن ہمارے اہلحدیث مبلغ، طالب الرحمٰن کو حضرت شیخ الحدیثؒ کو بدنام کرنا تھا، اس لئے روایات کے ضعف کی طرف اشارہ کرنے کے باوجود، موصوف نے حضرت شیخ کے بارے میں لکھا کہ ''چند موضوع احادیث جن کو زکریا صاحب فضائل میں بڑی روانی سے اور بے دھڑک بیان کرتے چلے جاتے ہیں''۔

Ullamaehaqulamaedeoband.wordpress.com

ستّر بار پڑھے اور اس کے بعد ہر روز اسی وقت پڑھے اور دس دس بار کم کرتا جاوے، یہاں تک کہ ہفتہ ختم ہو جاوے، اول مہینے میں اگر مطلب پورا ہو جاوے فَبِہَا[1]، ورنہ دوسرے تیسرے مہینہ میں اسی طرح کرے۔ نیز اس سورت کا چینی کے برتن پر گلاب اور مشک وزعفران سے لکھ کر اور دھو کر پلانا چالیس روز تک اَمراضِ مُزْمِنَہ[2] کے لیے مُجَرَّب ہے، نیز دانتوں کے درد اور سر کے درد، پیٹ کے درد کے لیے سات بار پڑھ کر دم کرنا مُجَرَّب ہے۔ (یہ سب مضمون مظاہر حق سے مختصر طور سے نقل کیا گیا)۔

مُسلم شریف کی ایک حدیث میں ابن عباس ﷠ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ ایک مرتبہ تشریف فرما تھے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ آسمان کا ایک دروازہ آج کھلا ہے، جو آج سے قبل کبھی نہیں کھلا تھا، پھر اس میں سے ایک فرشتہ نازل ہوا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک فرشتہ نازل ہوا جو آج سے قبل کبھی نازل نہیں ہوا تھا، پھر اس فرشتہ نے عرض کیا کہ دو نوروں کی بشارت لیجیے۔ جو آپ سے قبل کسی کو نہیں دیے گئے: ایک سورۂ فاتحہ دوسرا خاتمہ سورۂ بقرہ، یعنی سورۂ بقرہ کا اخیر رکوع، ان کو نور اس لیے فرمایا کہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کے آگے آگے چلیں گے۔

④ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رِبَاحٍ قَالَ: بَلَغَنِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَرَأَ يٰسٓ فِيْ صَدْرِ النَّهَارِ قُضِيَتْ حَوَائِجُهٗ. [رواه الدارمي]	ترجمہ: عطا بن ابی رباحؒ کہتے ہیں کہ مجھے حضورِ اکرم ﷺ کا یہ ارشاد پہونچا ہے کہ جو شخص سورۂ یٰسٓ کو شروع دن میں پڑھے اس کی تمام دن کی حَوَائج[3] پوری ہو جاویں۔

احادیث میں سورۂ یٰسٓ کے بھی بہت سے فضائل وَارِد ہوئے ہیں۔ ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ ہر چیز کے لیے ایک دل ہوا کرتا ہے، قرآن شریف کا دل سورۂ یٰسٓ ہے، جو شخص سورۂ یٰسٓ پڑھتا ہے، حق تعالیٰ شانہٗ اس کے لیے دس قرآنوں کا ثواب لکھتا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے سورۂ طٰہٰ اور سورۂ یٰسٓ کو آسمان وزمین کے پیدا کرنے سے ہزار برس پہلے پڑھا، جب فرشتوں نے سنا تو کہنے لگے کہ خوشحالی ہے اُس اُمت کے لیے جن پر یہ قرآن اُتارا جائے گا اور خوش حالی ہے اُن دلوں کے لیے جو اس کو اُٹھائیں گے، یعنی یاد کریں گے، اور خوشحالی ہے اُن زبانوں کے لیے جو اس کو تلاوت کریں گی۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص سورۂ یٰسٓ کو صرف اللہ کی رضا کے واسطے پڑھے اس کے پہلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں، پس اس سورت کو اپنے مُردوں پر پڑھا کرو۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ سورۂ یٰسٓ کا نام تورات میں "مُعِمَّہ" ہے کہ اپنے پڑھنے والے کے لیے دُنیا وآخرت کی بھلائیوں پر مشتمل ہے اور اس سے دنیا وآخرت کی مصیبت کو دور کرتی ہے اور آخرت کے ہَول[4] کو دور کرتی ہے، اس سورت کا نام "رَافِعَہ خَافِضَہ" بھی ہے، یعنی مومنوں کے رُتبے بلند کرنے والی اور کافروں کو پَسْت[5] کرنے والی۔ ایک روایت میں ہے کہ

حل لغات: ① تو بہت اچھا۔ ② پرانی بیماریاں۔ ③ ضرورتیں۔ ④ خوف۔ ⑤ ذلیل۔

حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ سورۂ یٰسٓ میرے ہر امتی کے دل میں ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ جس نے سورۂ یٰسٓ کو ہر رات میں پڑھا پھر مرگیا تو شہید مرا۔ ایک روایت میں ہے کہ جو یٰسٓ کو پڑھتا ہے اس کی مغفرت کی جاتی ہے اور جو بھوک کی حالت میں پڑھتا ہے وہ سیر ہو جاتا ہے اور جو راستہ گم ہو جانے کی وجہ سے پڑھتا ہے وہ راستہ پالیتا ہے اور جو شخص جانور کے گم ہو جانے کی وجہ سے پڑھتا ہے وہ پالیتا ہے اور جو ایسی حالت میں پڑھے کہ کھانا کم ہو جانے کا خوف ہو تو وہ کھانا کافی ہو جاتا ہے اور جو ایسے شخص کے پاس پڑھے جو نزع میں ہو تو اس پر نزع میں آسانی ہو جاتی ہے اور جو ایسی عورت پر پڑھے جس کے بچہ ہونے میں دشواری ہو رہی ہو اس کے لیے بچہ جننے میں سہولت ہوتی ہے۔ مقریؒ کہتے ہیں کہ جب بادشاہ یا دشمن کا خوف ہو اور اس کے لیے سورۂ یٰسٓ پڑھے تو وہ خوف جاتا رہتا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے جس نے سورۂ ''یٰسٓ اور والصّٰفّٰت'' جمعہ کے دن پڑھی اور پھر اللہ سے دعا کی اس کی دعا پوری ہوتی ہے (اس کا بھی اکثر مظاہر حق سے منقول ہے۔ مگر مشائخ حدیث کو بعض روایات کی صحت میں کلام ہے)۔

③ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْوَاقِعَةِ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ أَبَدًا وَكَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ ﷺ يَأْمُرُ بَنَاتِهٖ يَقْرَأْنَ بِهَا كُلَّ لَيْلَةٍ. [رواه البيهقي في الشعب]	ابن مسعود ﷺ نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھے اس کو کبھی فاقہ نہیں ہوگا اور ابن مسعود ﷺ اپنی بیٹیوں کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہر شب میں اس سورت کو پڑھیں۔

سورۂ واقعہ کے فضائل بھی متعدد روایات میں وارد ہوئے ہیں، ایک روایت میں آیا ہے کہ جو شخص ''سورۂ حدید'' اور ''سورۂ واقعہ'' اور ''سورۃ الرحمٰن'' پڑھتا ہے وہ جنت الفردوس کے رہنے والوں میں پکارا جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ سورۂ واقعہ ''سورۃ الغنیٰ'' ہے اس کو پڑھو اور اپنی اولاد کو سکھاؤ۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کو اپنی بیبیوں کو سکھاؤ۔ حضرت عائشہ ﷺ سے بھی اس کے پڑھنے کی تاکید منقول ہے، مگر بہت ہی پست خیالی ہے کہ چار پیسے کے لیے اس کو پڑھا جائے؛ البتہ اگر غنائے قلب اور آخرت کی نیت سے پڑھے تو دنیا خود بخود ہاتھ جوڑ کر حاضر ہوگی۔

④ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ سُوْرَةً فِي الْقُرْاٰنِ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰى غُفِرَ لَهٗ وَهِيَ تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ. [رواه أحمد وأبوداؤد والنسائي وابن ماجه والحاكم وصححه وابن حبان في صحيحه]	ابو ہریرہ ﷺ نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ قرآن شریف میں ایک سورۃ تیس آیات کی ایسی ہے کہ وہ اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرتی رہتی ہے؛ یہاں تک کہ اس کی مغفرت کراوے، وہ سورۂ ''تَبَارَكَ الَّذِيْ'' ہے۔

حل لغات: ① موت کا وقت۔ ② بھوکا رہنا۔ ③ کم ہمتی۔ ④ دل کی بے نیازی۔

فضائل قرآن مجید

روایت پر کلام:

امام ترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا قتيبة، وسفيان بن وكيع، قالا: حدثنا حميد بن عبد الرحمن الرؤاسي، عن الحسن بن صالح، عن هارون أبي محمد، عن مقاتل بن حيان، عن قتادة، عن أنس، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: »إن لكل شيء قلبا، وقلب القرآن يس، ومن قرأ يس كتب الله له بقراءتها قراءة القرآن عشر مرات۔

هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من حديث حميد بن عبد الرحمن، وبالبصرة لا يعرفون من حديث قتادة إلا من هذا الوجه. وهارون أبو محمد شيخ مجهول۔

حدثنا أبو موسى محمد بن المثنى قال: حدثنا أحمد بن سعيد الدارمي قال: حدثنا قتيبة، عن حميد بن عبد الرحمن، بهذا، وفي الباب عن أبي بكر الصديق، ولا يصح من قبل إسناده وإسناده ضعيف، وفي الباب عن أبي هريرة۔ (سنن الترمذی: حدیث نمبر ۲۸۸۸)

لیکن فضائل القرآن للمستغفری میں یہی حدیث "۲" اور سندوں کے ساتھ موجود ہے۔

پہلی سند:

چنانچہ حافظ ابو العباس المستغفریؒ (م ۴۳۲ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا أحمد بن الحسين، أَخْبَرَنا أحمد بن محمد بن عمر، حَدَّثَنا جعفر هو ابن محمد بن حبيب، حَدَّثَنا عبد الله هو ابن رشيد [نا] أبو عبيدة عن الحسن، عَن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لكل شيء قلب وقلب القرآن {يس}، وَمن قرأ {يس} في ليلة فكأنما قرأ القرآن عشر مرات قال:، وَمن قرأ {يس} في ليلة يريد وجه الله غفر له۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورہ یٰس ہے اور جو کوئی سورہ یٰس کو رات میں پڑھتا ہے گویا کہ اس نے "۱۰" بار قرآن پڑھا اور جو اس کو رات میں اللہ کی رضا کے لئے پڑھے، تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

(فضائل القرآن للمستغفری: ج ۱: ص ۵۹۶)

سند کی تحقیق:

(۱) حافظ ابو العباس المستغفریؒ (م ۴۳۲ھ) مشہور صدوق، حافظ الحدیث ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۹: ص ۵۱۶، تاج التراجم: ص ۱۴۷)**

(۲) احمد بن الحسین بن علی، ابو حامد المروزی الہمذانیؒ (م ۴۳۷ھ) مشہور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ **(تاریخ بغداد:**

ج ۴:ص ۳۲۹، کتاب الثقات للقاسم : ج ۱:ص ۳۲۱، الدلیل المغنی لشیوخ الامام ابی الحسن الدارقطنی :ص ۸۷، نیز دیکھئے فضائل القرآن للمستغفری: ج ۱:ص ۳۵۸، ۴۰۳)

(۳) ابوبکر احمد بن محمد بن عمر المنکدریؒ (م ۳۱۴ھ) کے بارے میں اختلاف ہے۔(لسان المیزان: ج ۱:ص ۶۳۸)، علامہ عبدالرحمٰن المعلمیؒ (م ۱۳۸۶ھ) ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''ومن يضاهي ابن عقدة في الحفظ والإكثار فلا بد أن يقع في حديثه الأفراد والغرائب وإن كان أوثق الناس فأما المناكير فقد يكون الحمل فيها على من فوقه وعلى كل حال فلم يذكروا فيه جرحا صريحا ولا توثيقا صريحا لكنهم قد أنكروا عليه في الجملة فالظاهر أنه ليس بعمدة فلا يحتج بما ينفرد به. والله أعلم''۔(التنکیل للمعلمی: ج ۱:ص ۴۰۷)

لہذا متابع یا شاہد کی صورت میں وہ صدوق ہونگے۔ واللہ اعلم

(۴) جعفر بن محمد بن حبیبؒ، ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کے نزدیک ثقہ یا صدوق ہیں۔(الکامل: ج ۱:ص ۷۹، ج ۸:ص ۱۷۸)

(۵) عبداللہ بن رشید الجند یسابوریؒ بھی صدوق ہیں۔(کتاب الثقات للقاسم: ج ۶:ص ۱۷، التذییل علی کتب الجرح و التعدیل:ص ۱۷۲)

(۶) مجاعۃ بن جعفر، ابوعبیدۃ الازدیؒ کی توثیق مفسر کرتے ہوئے، امام ابن حبانؒ (۳۵۴ھ) کہتے ہیں کہ ''مستقيم الحديث عن الثقات''۔(التذییل علی کتب الجرح والتعدیل:ص ۲۵۹)

لہذا اس روایت میں مجاعۃؒ صدوق ہیں۔ واللہ اعلم

(۷) امام حسن البصریؒ (م ۱۱۰ھ) مشہور ثقہ، حافظ، فقیہ، فاضل امام ہیں۔(تقریب)

(۸) حضرت ابو ہریرہؓ (م ۵۸ھ)، مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

نوٹ:

امام حسن البصریؒ (م ۱۱۰ھ) کا سماع حضرت ابو ہریرہؓ (م ۵۸ھ) سے راجح قول میں ثابت ہے۔(اکمال تہذیب الکمال: ج ۴:ص ۸۷)، لہذا یہ روایت متصل ہے۔

نیز حضرت انسؓ کی روایت، جس کی تفصیل گزر چکی اور حضرت ابن عمرؓ کی روایت، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے، ان دونوں روایتوں کی وجہ سے، حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ حدیث حسن لغیرہ کے درجہ کی ہوگی۔ واللہ اعلم

دوسری سند:

حافظ ابوالعباس المستغفریؒ (م ۴۳۲ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا أبو بكر محمد بن بكر بن خلف، حَدَّثَنا أبو نعيم عبد الملك بن أحمد بن عدي، حَدَّثَنا محمد بن

عوف الحمصي، حَدَّثنا أبو بكر محمد بن خالد البصري قال: وهذا أقدم من كتبنا عنه، حَدَّثَنا خالد بن سعيد بن أبي مريم عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من قرأ {يس} فكأنما قرأ القرآن عشر مرات، وَمن قرأها ليلا أعطي يسر ليلته، وَمن قرأها نهارا أعطي يسر نهاره۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جو کوئی سورہ یٰس کی تلاوت کرتا ہے گویا کہ اس نے ''۱۰'' بار قرآن کی تلاوت کیا اور جس نے اس کو رات میں پڑھا، تو اسکے لئے رات کی آسانی مقدر کر دی جاتی ہے اور جو اس کو دن میں پڑھے، اس کے لئے دن کی آسانی مقدر کر دی جاتی ہے۔ **(فضائل القرآن للمستغفری: ج ۱: ص ۵۹۶-۵۹۵)**

سند کی تحقیق:

(۱) حافظ ابو العباس المستغفریؒ (م **۴۳۲ھ**) کی توثیق گزر چکی۔

(۲) ابو بکر محمد بن بکر بن خلف بن مسلم الورکی المطوعیؒ (م **۳۸۰ھ**) کے بارے میں حافظ ابو سعد السمعانیؒ (م **۵۶۲ھ**) کہتے ہیں کہ ''**كان شيخا صالحا من أهل وركة**''۔ **(الانساب للسمعانی: ج ۱۳: ص ۳۱۹)**، حافظ ذہبیؒ (م **۷۴۸ھ**) بھی کہتے ہیں کہ ''**أبو بكر الوركي المطوعي الصالح**''۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۸: ص ۴۸۳)**،

لہذا ابو بکر محمد بن بکر بن خلف بن مسلم الورکی المطوعیؒ (م **۳۸۰ھ**) صدوق ہیں۔

(۳) ابو نعیم، عبد الملک بن احمد بن عدیؒ (م **۳۲۳ھ**) بھی مشہور ثقہ، حافظ، رحال ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج ۶: ص ۴۶۶، ارشاد القاصی والدانی: ص ۴۰۰-۴۰۱)**

(۴) محمد بن عوف الحمصیؒ (م **۲۷۳ھ**) سنن ابو داود کے راوی اور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ **(تقریب: رقم ۶۲۰۲)**

(۵) محمد بن خالد بن عثمۃ البصریؒ (م **۲۱۱ھ**) سنن اربع کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ **(تحریر تقریب تہذیب: رقم ۵۸۴۷)**

(۶) خالد بن سعید بن ابی مریم المدنیؒ کو حافظ ابن حبانؒ (م **۳۵۴ھ**) اور حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ (م **۸۷۹ھ**) وغیرہ نے ''**الثقات**'' میں شمار کیا ہے۔ **(کتاب الثقات لابن حبان: ج ۶: ص ۲۶۰، کتاب الثقات للقاسم: ج ۴: ص ۱۰۴)**، حافظ ذہبیؒ (م **۷۴۸ھ**) اور حافظ ابن الملقنؒ (م **۸۰۴ھ**) نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ **(الکاشف: ج ۱: ص ۳۶۵، البدر المنیر: ج ۷: ص ۳۲۰، نیز دیکھئے الہدایۃ فی تخریج احادیث البدایۃ للشیخ ابی الفیض الغماری: ج ۷: ص ۶۰)**

لہذا خالد بن سعید بن ابی مریم المدنیؒ صدوق ہیں۔ واللہ اعلم

(۷) امام ابو عبد اللہ، نافع مولی ابن عمرؓ (م **۱۱۷ھ**) مشہور ثقہ، ائمہ تابعین میں سے ہیں۔ **(تقریب: رقم ۷۰۸۶)**

(۸) عبد اللہ بن عمرؓ (م **۷۴ھ**) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

لہذا یہ سند حسن لذاتہ ہے۔

خلاصہ یہ کہ سورۃ یٰس کی فضلیت میں موجود یہ روایت نہ موضوع ہے اور نہ ضعیف، بلکہ حسن ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم